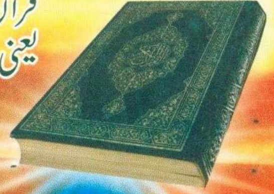
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ



اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر قرآنی افکار کا اثر

مرزا مجاہد احمد

333-4241654
سلطان رضوی

be wise with Rise
0333-4937225
RISE WORLD
0300-3232696
0333-4241664
رائز ورلڈ پھول نگر (قصور) پاکستان

نام کتاب	......	اعلیٰ حضرت کی شاعری پر قرآنی افکار کا اثر
تحریر	......	مرزا مجاہد احمد
پروف ریڈنگ وترتیب	......	محمد منیر سلطان
حسب فرمائش	......	حسن سراج خانزادہ، ملک عتیق عابد ڈاکٹر شفیق افتخار، محمد نصیر سلطان قادری
کمپوزنگ	......	محمد سلیم اختر 0333-4247002
اشاعت اول	......	شوال المکرم 1430ھ بمطابق ستمبر 2009ء
تعداد	......	1000
صفحات	......	32
قیمت	......	دعائے خیر بحق مصنف، ناشر و جملہ معاونین

﴿ملنے کے پتے﴾

نعیم نصیر پرنٹنگ پریس پھول نگر 049-4512222

نورانی کتب خانہ وکیسٹ سنٹر پھول نگر 0333-4279257

تحریک اصلاح امت پھول نگر 0333-6928108

الرضا لائبریری شیر پور روڈ میانکے موڑ پھول نگر 0301-6828987

انتساب

محقق بے مثال، مدقق باکمال، بحرِعلم، پیکرِحلم، مقررذیشاں، واعظ شیریں بیاں، غلامِ قاسمِ دوجہاں، سیدی واستاذی، خطیب لاثانی، عالم ربانی،

علامہ غلام قاسم نورانی

رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جن کی ساری زندگی گزری

......چراغ عشق مصطفوی جلانے میں......

......شرار بولہبی بجھانے میں......

......اللہ والوں کا ادب سکھانے میں......

......مسلک حق کی تعلیمات پھیلانے میں......

......نورانی افکار لوگوں تک پہنچانے میں......

......نورِعلم سے دلوں کو سجانے میں......

جس کی ہر تقریر، ہر تحریر تھی
سیرتِ محبوب رب کا ایک جام
قاسمِ علم و فنون و آگہی
کیوں نہ ہو کیونکہ نبی کا تھا غلام

(سلطان رضوی)

منقبت اعلیٰ حضرت

ایک منفرد انداز میں

نوٹ:اس منقبت کودرج ذیل چار طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے:۔

1۔پورے پورے شعر۔2۔توسین میں درج الفاظ قوسین سے قبل درج الفاظ کے ساتھ ملا کر۔3۔توسین میں درج الفاظ میں قوسین کے بعد لکھے الفاظ ملا کر۔4۔صرف قوسین میں درج الفاظ۔

اعلیٰ حضرت (علم کے دریا، بحرِ شریعت) اعلیٰ حضرت
صوفی صافی (صاحب تقویٰ،فخرِ ولایت) اعلیٰ حضرت

فاضل اکمل (عاشق مولیٰ، گنج کرامت) اعلیٰ حضرت
شیخ طریقت (ہادیٔ اعظم، حامیٔ سنت) اعلیٰ حضرت

اب تک بھی ہیں (ہر باطل فرقے پر آفت) اعلیٰ حضرت
ہم پر یعنی (اہل سنن پر رب کی عنایت) اعلیٰ حضرت

آخر دم تک (بد دینی سے ٹکر لی ہے) رب کے کرم سے
آپ تھے بیشک (عہد میں اپنے دین کی طاقت) اعلیٰ حضرت

ہے یہ حقیقت (اس ظالم کو آپ سے کد ہے) اعلیٰ حضرت
فطرت سے ہے (حق کی مخالف جس کی طبیعت) اعلیٰ حضرت

یہ بھی سچ ہے (ہر لب اور ہر دل میں اب تک) جاری ساری
گھر گھر میں ہے (آپ کا چرچا آپ کی مدحت) اعلیٰ حضرت

وقت پڑے تو (ذکر خدا کا اور نبی کا) سب سے بہتر
بھول نہ جانا (بعد میں صابرؔ اعلیٰ حضرت) اعلیٰ حضرت

نتیجہ فکر: ڈاکٹر صابر سنبھلی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

شعروادب کے سلسلے میں مختلف اقسام کی قادرالکلامی بہت سے شعراء کے ہاں ملتی ہے بلکہ اردو شاعری کی تاریخ میں الفاظ کیساتھ کھیلنے میں کمال رکھنے والے شاعر بھی بہت سے ہیں لیکن صاحبان نقد ونظر خوب واقف ہیں کہ محض کمالات لفظی کی بناء پر انہیں بڑا شاعر تسلیم نہ کیا گیا۔شاعری شاعر سے جذبے کی شدت اور پاکیزگی (The State of being elegant) کا مطالبہ کرتی ہے۔یعنی شاعر اپنے موضوع سے گہرا لگاؤ رکھتا ہو اور اپنی لگن میں سچا ہو۔جس قدر شاعر کے جذبات سچے ہوں گے اسی قدر اسکی شاعری سچی، مؤثر اور گہری ہوگی۔سچائی کی اس لگن کو بعض شاعروں نے خلوص سے تعبیر کیا ہے۔

شاعری کا حقیقی تعلق الفاظ وتراکیب کے ساتھ ساتھ جذبات اور احساسات کی سچائی وگہرائی کے ساتھ ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر فرمان فتحپوری ''اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری، سادگی اور پرکاری کی ایک مثال'' مطبوعہ اعلیٰ حضرت نیٹ ورک 2006ء، صفحہ 3 پر لکھتے ہیں:۔

''شعر کہے نہیں جاتے ،شعر کیلئے الفاظ جوڑے نہیں جاتے بلکہ شعر اپنے پورے وجود کے ساتھ ذہن شاعر پر نازل ہوتا ہے''۔

فاضل بریلوی کی شاعری میں مذکورہ اصطلاحات (Terminology) کی مکمل تصویر نظر آتی ہے۔جس کے بارے میں ڈاکٹر فرمان فتحپوری مذکورہ بالا تصنیف کے صفحہ 6 پر مزید رقمطراز ہیں:۔

''جہاں تک خالص نعتیہ شاعری کا تعلق ہے۔اردو میں جو قبول عام مولانا احمد رضا خان صاحب کی شاعری کو میسر آیا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ان کے ہم عصروں میں محسن کاکوروی کا نام یقیناً ایسا ہے جن کا معیار نعت گوئی کم وبیش وہی ہے جو رضا بریلوی کی نعتوں کا ہے۔لیکن محسن کاکوروی کے مجموعہ نعت میں سے صرف ایک قصیدہ لامیہ اور مثنوی ابر کرم ہی کو مقبولیت حاصل ہوسکی۔ان نظموں سے بھی صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ ہی متعارف ہے۔بات یہ ہے کہ ان میں زبان وبیان کے سلسلے میں علامات واستعارات کا جو اہتمام اور معیار پیش نظر رکھا گیا ہے اس سے خاص خاص لوگ ہی لطف اٹھا سکتے ہیں۔اس کے برعکس رضا بریلوی کی نعتیں اپنی مخصوص سادگی وپرکاری کے سبب عام وخاص میں یکساں مقبول ہیں۔''

محترم قارئین! فاضل بریلوی نے غیر مسولی قادرالکلامی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے دیوان میں جا بجا عربی، فارسی، اردو، پوربی، ہندی، سنسکرت زبانوں اور علم فلکیات، کیمیا، اور نجوم کی فنکارانہ پیوندکاری کر کے ادب کے قارئین کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ زیرِنظر رسالہ "اعلیٰ حضرت کی شاعری پر قرآنی افکار کا اثر" جہاں اعلیٰ حضرت کے احساسات کی سچائی اور گہرائی کا مظہر ہے وہاں ان کے ﷺ کے ساتھ مضبوط تعلق کا عکاس بھی ہے۔ جس کو فاضل نوجوان عزیز القدر" مرزا امجاد احمد نے بڑی محنت اور لگن سے مرتب کیا ہے۔ **اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔**

اس موقع پر میں یہ واضح کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دور جدید میں جبکہ ٹیکنالوجی نے ہر میدان میں انقلاب برپا کر دیا ہے اس کے باوجود ہماری نوجوان نسل **معلومات** عامہ (Instructive Information) سے کوری کیوں ہے؟ انٹرنیٹ تک رسائی آج ہر نوجوان کے لئے ممکن ہونے کے باوجود ان کی لاعلمی کی وجہ کیا ہے؟ دراصل کسی ٹیکنالوجی کا فقط میسر ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کا درست استعمال بھی ضروری ہوتا ہے۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ اگرچہ منفی ذرائع نہیں ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں انہیں غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔

آجکل ہمارے نوجوان کمپیوٹر کو معلومات میں اضافے سے زیادہ تفریح (Entertainment) کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس ایک میز کی دنیا تک خود کو محدود کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ یہ بات ان کو اپنے بنیادی مقصد سے ہٹانے کا باعث بن رہی ہے۔ اگر صرف یہ موازنہ کیا جائے کہ ہمارے نوجوان کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے استعمال کے دوران کتنا علم حاصل کرتے ہیں تو شاید جواب مثبت نہ ہو۔

ان کے سدباب کیلئے ضروری تھا کہ نوجوان نسل میں مطالعہ اور تحقیق کا شوق اجاگر کیا جائے اس سلسلہ میں پھول نگر کے نوجوانوں کیلئے RISE WORLD کے نام سے ایک ادارے کا آغاز کر دیا گیا ہے (اسی ادارے کے تحت اس رسالہ کی طباعت و تقسیم کی گئی ہے) جس کے بنیادی مقاصد میں یہ بھی ہے کہ نوجوان نسل کی تحریر و تقریر کے حوالے سے تربیت اور ان کو ریسرچ ورک کی اہمیت سے روشناس کروایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام رفقائے کار کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

خیراندیش : محمد منیر سلطان رضوی
ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)
0333-4241654

بسم الله الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

الحمدلولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ وعلی الہ وأصحابہ المتأدبین باٰدابہ أمابعد ....

شیخ الاسلام والمسلمین ،رئیس المفسرین،امام المحدثین،محب الخلفاء الراشدین ،غلام اھل بیتِ رحمۃ للعالمین،شیخ مشائخ الصوفیۃ،استاذالاساتذۃ اللغۃ العربیۃ،امام اھل السنۃ والجماعۃ،مجددمایۃ حاضرہ ،مؤید ملت طاھرہ،عظیم البرکت،عظیم المرتبت ،پروانۂ شمع رسالت،حامی سنت،ماحی بدعت،عالم شریعت، شیخ طریقت،فخرولایت،تابش بزم نعت،ضیائے مہرمعرفت،پیکر کشف وبصیرت، تنویرشمس حقیقت،پیکر محبت،سراپا عقیدت،باعث خیروبرکت اعلیٰ حضرت امام محمداحمدرضاخان علیہ رحمۃ الرحمن ایک ایسی جامع الصفات اور ہمہ جہت شخصیت ہیں جن کی قدرومنزلت کے بارے میں اظہارخیال کا خیال کرنے والابھی ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ آپ کا کونسا کمال بیان کرے اور کونسا چھوڑے۔بقول ماہررضویات پروفیسرڈاکٹرمحمد مسعوداحمد رحمۃ اللہ علیہ سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ سندھ:۔

''امام احمدرضامحدث بریلوی علیہ الرحمۃ اسلام کے عظیم دانائے راز تھے۔ان کی مومنانہ فراست وبصیرت اپنے زمانے سے آگے دیکھتی تھی۔۔۔۔۔انہوں نے جو کچھ کہا مستقبل نے اسکی تصدیق کی۔۔۔۔۔وہ کون تھے؟۔۔۔۔۔وہ کیا تھے؟۔۔۔۔۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔۔۔۔ہم نے آج تک ان کو نہ جانا نہ پہچانا۔۔۔۔۔22 سال مسلسل

مطالعے کے بعد یہ راز کھلا کہ وہ علم ودانش کے ایک سمندر تھے۔۔۔۔۔ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے۔''

بقول شاعر:- جمال یار کی زیبائیاں ادا نہ ہوئیں
ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ مجموعہ ''حدائق بخشش'' ایک ایسا گلستان ہے جس میں نبی خیرالانام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیائے کرام کی محبت کے رنگوں (variations of love) اور ادب کی خوشبو (Fragrance of Manners) سے بھرپور ہزارہا پھول مہکتے نظر آتے ہیں جن کی شگفتگی اور تازگی انسانی دل و دماغ کو معطر کردیتی ہے۔آپ کے کلام میں عربی کی فصاحت، فارسی کی حلاوت، ہندی کی سلاست اور اردو کی جامعیت بدرجۂ اتم موجود ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کا کلام ادبی، فنی اور بلاغی حوالے سے بھی بے نظیر ولاجواب ہے جس سے اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔

علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے شاعری بطور عبادت کر کے قرآن وسنت کے افکار وتعلیمات کی ترجمانی اور عکاسی کی ہے۔آپ نے اپنے نعتیہ کلام کا سب سے اہم اور اولین ماخذ ومصدر قرآن مجید کو بنایا۔خود فرماتے ہیں:۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ بیجا سے ہے اَلْمِنَّۃُ لِلّٰہِ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

مجھے آپ کی شخصیت سے آگاہی اور شناسائی اوائل عمر سے ہی ہوگئی تھی۔اس کا سبب یہ بنا کہ والد گرامی کنزالإیمان في ترجمۃ القرآن مع تفسیری حاشیہ خزائن العرفان کا نہ صرف باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے بلکہ اس میں سے اہم نکات نوٹ بھی کیا کرتے۔چنانچہ میں بھی اسی ترجمہ اور تفسیری حاشیہ سے اپنے دل ودماغ کو منور کرنے لگا۔ایک روز اس ترجمۂ قرآن کے آغاز میں مرقوم حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا

تو آپ کی شخصیت وکردار کے بارے جان کر حد درجہ متاثر ہوا اس کے بعد کنز الایمان اور دیگر تراجم کے تقابلی جائزے نے اس ترجمہ کی اہمیت وافادیت مجھ پر مزید واضح کردی۔ پھر کیا تھا:۔

؎ دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی　　　دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

قارئین کرام! 2007ء میں جب میں نے دنیائے تحریر میں قدم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے مختلف موضوعات پر خامہ فرسائی کی سعادت عطا فرمائی تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کچھ تحریر کیا جائے مگر متعدد وجوہات کی بناء پر ایسا ممکن نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے نہایت مخلص، ذکر وفکرِ رضا کو اجاگر کرنے کی تڑپ رکھنے والے اور متعدد مصروفیات کے باوجود مخلصانہ کاوش سے اس تحریر کی آرائش وزیبائش میں اضافہ کرنے والے دوست محمد منیر سلطان رضوی کی تحریک پر اب کی بار ''اعلیٰ حضرت کی شاعری پر قرآنی افکار کا اثر'' کے موضوع کا انتخاب کرکے اس پر ریسرچ کا آغاز کیا۔ زیر نظر تحریر اسی سلسلے کی پہلی کڑی ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ مجموعہ میں مذکور ردیف کے اعتبار سے پہلی نعت شریف پر قرآنی افکار کے اثر پر مشتمل ہے جس کا مطلع یہ ہے:۔

؎ واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا　　　''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس سلسلے کو جاری وساری رکھتے ہوئے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

جہاں تک اس تحریر کے اسلوب (Pattern) کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ شعر ذکر کرنے کے بعد اس کا مختصر مفہوم عرض کیا گیا ہے اس کے بعد اسی شعر کی مصدق ومؤید قرآنی آیت بیان کی گئی ہے۔ بعد ازاں حسب ضرورت مذکور آیت مقدسہ کی تفسیر مختلف مفسرین کی آراء کی روشنی میں رقم کی گئی ہے۔

قارئین کیلئے یقیناً یہ بات قابل مسرت ہوگی کہ متعدد احباب کی

خواہش پر رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں ادبی حوالے سے ایک فاؤنڈیشن RISE WORLD کا آغاز کیا گیا۔جس کے اہم مقاصد میں سے تحریر وتقریر کے حوالہ سے نوجوان نسل (Young Generation) کی تربیت،مثبت لٹریچر کی اشاعت وتقسیم اور ریسرچ ورک کی اہمیت وافادیت کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے۔

اس موقع پر مجھے خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا ہے محترم شیخ محمد نواز حنفی نورانی کتب خانہ وکیسٹ سنٹر بھائی پھیرو اور محترم محمد امجد رضا صاحب الرضا لائبریری کا جنہوں نے اس تحریر کی تیاری میں بلا معاوضہ اور بصد مسرت وخلوص متعدد کتب سے استفادہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جزاهم الله فأحسن الجزاء إلى يوم الجزاء

قارئین کرام کو تحریر ہذا میں اگر کوئی غلطی یا اصلاح کی گنجائش نظر آئے تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الداعي إلى الخير

مرزا مجاہد احمد

0333-4688676

لیکچرار گورنمنٹ کالج اوکاڑہ

3 شوال المکرم 1430ھ

بمطابق 23 ستمبر 2009ء بروز بدھ

نوٹ: متن (تحریر) میں دیئے گئے نمبرز کے حوالہ جات رسالہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے محلہ جسولی میں بوقت ظہر بروز ہفتہ 10 شوال المکرم 1272ھ بمطابق 14 جون 1856ء کو ہوئی۔(1)

1286ھ بمطابق 1870ء کو 13 سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے تمام درسیات کی تکمیل کی۔(2) شروع سے ہی اعلیٰ حضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی ربع کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی۔ایک چوتھائی کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ کتاب از خود پڑھ کر یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔(3)۔13 سال کی عمر میں ہی منصب افتاء پر فائز ہو کر اپنے قلم سے پہلا فتویٰ صادر فرمایا اور یہ سلسلہ تادم آخر جاری وساری رکھا وصال سے ایک روز قبل صدر الشریعۃ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں ایک استفتاء کے سلسلہ میں حاضر ہوئے جس کا آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔(4)

فتویٰ نویسی کے علاوہ چند سال طلباء کو پڑھایا آپ سے نہ صرف ہزاروں طلباء بلکہ بیشمار علمائے کرام نے بھی استفادہ کیا۔(5)

آپ کی شادی خانہ آبادی 1291ھ بمطابق 1875ء میں ہوئی۔اولاد میں 2 صاحبزادے حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خان، مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان اور 5 صاحبزادیاں شامل ہیں۔(6)

1295ھ بمطابق 1879ء میں اپنے والد ماجد کی معیت میں سیدنا شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت کیا۔پیرومرشد نے پہلی ملاقات میں ہی تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرما کر اپنا خلیفہ ومجاز بنالیا اور طریقت کے تمام سلسلوں میں بیعت لینے کی اجازت تامہ کاملہ عطا فرمایا۔(7)

محدث بریلوی نے یوم جمعۃ المبارک 25 صفر المظفر 1340ھ بمطابق 28 اکتوبر 1921ء کو بریلی میں اس وقت وصال پایا جب جمعہ کی اذان ہو رہی تھی۔ مؤذن کی زبان سے حی علی الفلاح نکلا اسی وقت روح نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

إنا للہ و إنا إلیہ راجعون

پاک و ہند میں اس حادثہ کو شدت سے محسوس کیا گیا اور بلاد اسلامیہ میں فاتحہ خوانی کی گئی۔(8)

اک زمانہ معترف ہے....

☆ حکیم الامت مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مجدد دین وملت کی بینظیر فقاہت و ثقاہت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال ثقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں مولانا جو ایک دفعہ رائے قائم کر لیتے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کیا کرتے تھے۔ لہذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔''(9)

☆ ڈائریکٹر اٹامک انرجی، ری ایکٹر پلانٹ اے کیو خان ریسرچ لیبارٹریز، عظیم سائنسدان، محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان امام اہل سنت کی ذات ستودہ صفات کی ہمہ جہتی کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا۔ استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں۔ اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی

باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جن کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب بپا کر دیا۔ امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول ﷺ سے لبریز تھی۔ آپ کی ساری زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی ذات نبی کریم ﷺ سے وفا شعاری کا نشان مجسم تھی۔

آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محو گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں۔ آج جبکہ دوسری طرف ہمارا دشمن ہمیں تباہ و برباد کرنے کی گھات میں بیٹھا ہے تو میں سمجھتا ہوں امام صاحب کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر ہم آج بھی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔" (10)

☆ معروف علمی، ادبی و سیاسی شخصیت کوثر نیازی نے پروانہ شمع رسالت کے گناہ بے گناہی پر کچھ اس طرح اظہار خیال کیا:۔

"گردش ایام کی یہ بھی ایک عجیب ستم ظریفی ہے کہ تاریخ کی اکثر و بیشتر عظیم شخصیات مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ مظلوم بھی رہی ہیں ۔۔۔۔۔ افسوس کہ ان کی وفات کے 71 سال بعد بھی نقد و نظر کا مطلع اب تک گرد آلود ہے تعصب کی رنگین عینکیں لگا کر دیکھنے والوں نے صاف نظروں سے ابھی تک ان کا روئے تاباں دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر وہ انصاف کرتے تو انہیں یہ جاننے میں کوئی دشواری نہ ہوتی کہ امام رضا کے خلاف پھیلائے جانے والا پروپگنڈا مخالفین کے اپنے دلوں پر چھائے ہوئے غبارِ کدورت کا نتیجہ ہے ۔۔۔۔ کیا ستم ظریفی ہے کہ جو ردِ بدعات میں شمشیر برہنہ تھا خود حامیٔ بدعات قرار دیا گیا۔ ان کے افکار و فتاویٰ کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جتنی سخت مخالفت خلاف پیغمبر راہ گزینی کی انہوں نے کی شاید ہی کسی اور نے کی ہو۔" (11)

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور فضیلت کے اعتراف میں جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی کا کہنا ہے:۔

''مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے اور ان کی فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ نزاعی مباحث کی وجہ سے جو تلخیاں پیدا ہوئیں وہی دراصل ان کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر پردہ ڈالنے کا موجب ہوئیں۔'' (12)

☆ سابق چیف جسٹس میاں محبوب احمد اعلیٰ حضرت کی مومنانہ فراست اور مجاہدانہ انداز کے بارے میں بیان کرتے ہیں:۔

''اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا ہر پہلو مومنانہ اور ہر انداز مجاہدانہ ہے۔ مسلمانوں کی ہر میدان میں ان کی رہنمائی بروقت اور فراست سے معمور تھی۔'' (13)

☆ سابق جسٹس محمد الیاس آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بلند مرتبہ شخصیت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:۔

''اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے کئی صفات سے متصف فرمایا تھا ان کی بلند مرتبہ شخصیت کے کسی پہلو پر گفتگو کرنے کے لئے چند لمحے نہیں بلکہ ایک مدت درکار ہے۔'' (14)

☆ سابق جسٹس میاں نذیر اختر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت علوم میں مہارت پر اظہار حیرت کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''جدید تحقیق کے مطابق آپ کے علوم کی تعداد 100 اور تصانیف کی تعداد 1000 کے قریب ہے مقام حیرت ہے کہ فرد واحد میں اتنے علوم کیسے جمع ہو گئے!۔'' (15)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰ حضرت کی شاعری پر قرآنی افکار کا اثر

"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا	"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا	تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا	آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا	اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں	خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
آسماں خوان ، زمیں خوان ، زمانہ مہمان	صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب	یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں	کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا
بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا	خود بجھا جائے کلیجہ مرا چھینٹا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف	تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب	سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

جاری ہے ---

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محواثبات کے دفتر پہ کروڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کس کا منہ تکئے کہاں جائیے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لادے مجھے تلوؤں کا غسالہ تیرا

دور کیا جانئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(امام اہل سنت احمد رضا خان فاضل بریلوی)

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا (16)

مفہوم: اے مکہ مکرمہ کے شہنشاہ! آپ کی سخاوت اور عطا کی کیا بات ہے! کسی سائل نے آپ کی زبان اقدس سے ''نہیں'' کا لفظ کبھی نہیں سنا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا جودوکرم اور عطاو سخاوت بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ کسی سائل کو بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے بلکہ ہر منگتے کو منہ مانگی چیز عطا فرماتے ہیں۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی تائید یہ آیت مبارکہ کرتی ہے:۔

﴿وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾(17)

ترجمہ: اور منگتے کو نہ جھڑکو۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ کسی مانگنے والے کو نہ جھڑکیں اور اس کے سوال کو رد نہ فرمائیں۔

محترم قارئین! یہ بات کسی ذی شعور سے مخفی نہیں کہ سید الانبیاء ﷺ نے ہمیشہ اپنے خالق و مالک کے ہر حکم کی بطریق احسن تعمیل فرمائی تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہ فرمائی ہو!!! چنانچہ کتب سیر و احادیث آپ ﷺ کی عطاو سخاوت کے بے شمار واقعات سے منور و مزین ہیں۔

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا (18)

مفہوم: یارسول اللہ! آپ کی عطاؤں کی آبشاریں جو بہتی نظر آرہی ہیں دراصل یہ آپ کے بے

یاں سمندر سے ایک قطرہ ہے۔آپ کے عطا کردہ ذرے سے سخاوت کے ستارے روشن ہوتے ہیں اور سخاوت کے تارے جو کھل رہے ہیں وہ آپ کے کرم کا ایک ذرہ ہے۔

یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی لاتعداد رحمتوں اور عطاؤں کا تذکرہ کیا ہے۔قرآن مجید میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو بے شمار خوبیاں اور نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو حد و حساب سے باہر ہیں۔رب العالمین ﷻ ارشاد فرماتا ہے:۔

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾(19)

ترجمہ:اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''کوثر'' سے مراد خیر کثیر ہے۔''(20)

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا (21)

مفہوم:اے تسنیم کے مالک! آپ کے عطا کرنے کا انداز انوکھا ہے کہ آپ کی سخاوت کا دریا خود پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کو تسنیم کا مالک قرار دیا ہے۔''تسنیم'' کا لفظ قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:۔

﴿وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾(22)

ترجمہ:اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں۔

تسنیم جنت کی ایک نہر کا نام ہے جس کی شراب بہت عمدہ اور اعلیٰ ہے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سید الانبیاء ﷺ کو اس نہر کا مالک قرار دیا ہے۔یہ بات بھی قرآن مجید کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

﴿اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾(23)

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "**کوثر**" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی کہا گیا ہے کہ **کوثر** سے مراد جنت کی نہر ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو تسنیم (جنت کی نہر) کا مالک بنایا ہے۔(24)

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا (25)

مفہوم: یارسول اللہ! زمین پر بسنے والوں کو کیا معلوم کہ آپ ﷺ کی عظمت ورفعت کا کیا عالم ہے اس کا جھنڈا تو عرش اعظم پر لہرا رہا ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کا مرتبہ مقام ہماری فکر ونظر اور علم وفہم سے وراء ہے؛ کیونکہ آپ ﷺ کو عظمت ورفعت عطا کرنے والا رب العزت عزوجل ہے۔ عرش پر بھی آپ کی شان اور قدر ومنزلت کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ مذکورہ شعر میں اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:۔

﴿وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ﴾(26)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا (27)

مفہوم: یارسول اللہ! زمین وآسمان آپ کے دستر خوان ہیں جن سے سارا جہاں مہمان کی حیثیت سے استفادہ کر رہا ہے اور آپ میزبان ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساری کائنات سید الانبیاء ﷺ کی محتاج ہے اور اس کی ساری نعمتیں آپ ﷺ کے دست اقدس کی خیرات ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:۔

﴿ کُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا ﴾(28)

ترجمہ: ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی (جو دنیا کے طالب ہیں) اور ان کو بھی (جو آخرت کے طالب ہیں) تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پہ روک نہیں۔

''یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ فرمایا گیا ﴿وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ﴾ یہ اس لئے کہ ان سب کو معلوم ہو جائے کہ جس کو جتنا کچھ عطا ہوتا ہے، جو کچھ بھی ملتا ہے، اے محبوب! تمہارے رب کی عطا ہے اور تمہارے صدقے سے ان کو ملتا ہے۔ وہ کہیں یہ گمان نہ کرنے لگیں کہ ان کو اپنے کمال اور محنت کی وجہ سے ملتا ہے بلکہ محبوب یہ سب کچھ ان کو تیرے وسیلے سے عطا ہوتا ہے۔''(29)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا (30)

مفہوم: یارسول اللہ! آپ مالک حقیقی کے محبوب ہیں اس لئے میں آپ کو مالک ہی کہوں گا۔ محبوب اور محب میں میرے اور تیرے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سرور کائنات ﷺ کل جہاں کے مالک و حاکم ہیں کیونکہ آپ ﷺ مالک حقیقی کے محبوب ہیں۔ جس طرح محب محبوب سے کوئی شے نہیں چھپاتا اور اپنے محبوب کو ہر شے میں تصرف کا اختیار دے دیتا ہے۔ اسی طرح مالک حقیقی عزوجل نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو کائنات کا مالک و حاکم بنا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت کی ملکیت و حکمرانی کسی کو عطا فرماتا ہے یا نہیں؟۔ اس سلسلے میں ایک آیت مبارکہ پیش خدمت ہے:۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾(31)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں

کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا (32)

مفہوم: یارسول اللہ! جو آپ کے غلام بن جائیں وہ کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے آپ کے قدم اقدس کی زیارت کے بعد کوئی اور نگاہوں میں نہیں جچتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں قاسم دو جہاں ﷺ کی صحبت وخدمت کی انفرادیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جسے ایک مرتبہ شرف غلامی نصیب ہو جائے وہ تخت سکندری کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور خواہش کرتا ہے کہ اسے یہ سعادت ہمیشہ حاصل رہے کیونکہ جہاں آپ حسن وجمال میں بیمثال ہیں وہاں آپ انتہائی عمدہ اخلاق واوصاف سے متصف ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾(33)

ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تندمزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا (34)

مفہوم: یارسول اللہ! دنیا کا دستور ہے کہ چور حاکم سے چھپتا ہے مگر آپ کی بارگاہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے چور (گنہگار) بھی آپ کے دامن رحمت میں پناہ لیتا ہے۔

یہ شعر قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی ترجمانی کر رہا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾(35)

ترجمہ: اوراگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول انکی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں مذکورہ آیت مقدسہ کا جو مفہوم مرادلیا ہے (بارگاہ رسالت تاقیامت گنہگاروں کا ملجاو ماویٰ ہے) اس کی تائید درج ذیل اقتباسات سے ہوتی ہے:۔

عتبی کہتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی نے آکر کہا: ''السلام علیک یارسول اللہ'' میں نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ﴿ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوک﴾ سنا اور میں آپ کے پاس آگیا ہوں اور اپنے گناہ پر اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ سے شفاعت طلب کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ دوشعر پڑھے:۔

یاخیر من دفنت بالقاع أعظمه　　　حطأ من طیبھن القاع والاکم

نفسي الفداء لقبر أنت ساکنه　　　فیه العفاف وفیه الجودو الکرم

ترجمہ: اے وہ جوزمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے ہیں۔

میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں اس میں عفو وسخاوت ہے اور لطف وکرم ہے۔

پھر وہ اعرابی چلا گیا، عتبی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جا کر اس کو خوشخبری دو کہ اللہ نے اس کی مغفرت کردی ہے''۔(36)

مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں:۔

''یہ آیت اگر چہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ اس کے لئے دعائے مغفرت کردیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت کی خدمت

میں حاضری جیسے آپ کی دنیاوی حیات کے زمانہ میں ہوتی تھی اسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے"۔(۳۷)

؎ آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا (۳۸)

مفہوم: یارسول اللہ! آپ کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی، دل خوش اور روح سیراب ہو جاتی ہے۔اے حقیقی سورج! آپ کا نور دلوں کو منور کرتا ہے۔

پہلے مصرع میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے خاتم النبیین ﷺ کو آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کا چین اور روح کی سیرابی کا سبب قرار دیا ہے۔اور قرآن مجید میں بھی آپ ﷺ کو دلوں کیلئے اطمینان کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿الا بذکر اللہ تطمئن القلوب﴾(39)

ترجمہ: سن لو، اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

سیدنا مجاہد تابعی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"ذکر اللہ سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے"(40)

دوسرے مصرع میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کو "سچا سورج" قرار دیا ہے اور قرآن مجید میں بھی آپ ﷺ کو "چمکا دینے والا سورج" قرار دیا گیا ہے۔ملاحظہ ہو:۔

﴿یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا﴾(41)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

"سراج" قرآن مجید میں سورج کے لئے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

﴿وجعل القمر فیھن نورا و جعل الشمس سراجا﴾(42)

ترجمہ: اور ان میں چاند کو روشن کیا اور سورج کو چراغ۔

دل عبث خوف سے پتا سااڑاجاتا ہے

پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا (43)

مفہوم: (روز محشر کے حساب کے) ڈر سے دل بلاوجہ پتے کی طرح اڑ رہا ہے (پریشان ہے) میرے اعمال کا پلہ اگرچہ ہلکا ہے مگر آپ ﷺ کی شفاعت کا بہت زیادہ آسرا ہے۔

یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال عاجزی سے اعمال حسنہ کے سلسلہ میں اپنی کوتاہ دامنی کا بیان کیا ہے اور سید الانبیاء ﷺ کی شفاعت پر کامل بھروسے کا اظہار فرمایا ہے جس سے بروز حشر گنہگاروں کی مغفرت و بخشش کا سامان ہوگا۔ یہ شعر پڑھ کر ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف مبذول ہوتی ہے:۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ (44)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو کیسے راضی فرمائے گا؟ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ملاحظہ کیجئے:

((أن النبي تلا قول الله تعالىٰ في ابراهيم ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (45) وقال عيسى ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ (46) فرفع يديه فقال اللهم أمتي أمتي وبكى فقال الله تعالىٰ: ياجبريل! اذهب إلى محمد، وربك أعلم فسله مايبكيه؟ فأتاه جبريل فسأله فأخبره رسول الله بما قال، فقال الله لجبريل: اذهب الى محمد فقل انا سنرضيك في أمتك ولا نسوءك))(47)

ترجمہ: نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ قول تلاوت فرمایا ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ﴾ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ﴾ اور اپنے ہاتھ اٹھا کر رو رو کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: ''اللهم أمتي أمتي'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف جا اور تیرا رب زیادہ جاننے والا ہے اور ان سے پوچھ

کہ رونے کا سبب کیا ہے؟ تو حضرت جبریل آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ نے انہیں تمام حال سنایا (غم امت کے بارے میں)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل سے فرمایا: نبی کریم ﷺ سے کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور رنجیدہ خاطر نہ کریں گے۔"

محترم قارئین! حضور اکرم ﷺ اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک ان کی ساری امت جنت میں داخل نہ کردی جائے۔ چنانچہ ایک روایت ملاحظہ ہو:۔

((ولا یرضیٰ رسول اللہ ﷺ أن یدخل أحد من أُمته النار))(48)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ راضی نہیں ہوں گے کہ ان کا ایک امتی بھی جہنم میں داخل کیا جائے۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا (49)

مفہوم: یارسول اللہ! آپ کی شفاعت کے سامنے میرے گناہوں کی کیا حیثیت! مجھ جیسے ایک کروڑ گنہگاروں کے لئے آپ کا ایک اشارہ ہی کافی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں بصد عجز و نیاز خود کو گنہگار قرار دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں کیا مجھ جیسے بے شمار گنہگاروں کی بخشش کیلئے آپ ﷺ کا ایک اشارہ ہی کافی ہے۔ یہاں بھی نبی کریم ﷺ کے منصب شفاعت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا بیان اس سے پہلے شعر کے تحت گزر چکا ہے۔

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا (50)

مفہوم: یارسول اللہ! میری پرورش مفت میں ہوئی تھی جس کے سبب مجھے کام کی عادت نہ پڑسکی اب حساب لینے والے عمل کے بارے میں پوچھ رہے ہیں میں تو بے کار اور بدعمل ہوں میری شفاعت فرمایئے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بغیر محنت و مشقت کرنے کے عطا فرمادیں؛ لہذا میں اُس صالح کی دولت اکٹھی نہ کرسکا۔ اب مرنے کے بعد حساب لینے والے فرشتے اعمال صالحہ کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ ہی میری شفاعت فرمائیے۔ شفاعت کا بیان گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔

؎ تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا (51)

مفہوم: یارسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کے در کے ٹکڑوں پر پرورش پائی ہے۔ ہمیں دوسروں کے قدموں کی ٹھوکروں سے بچائیے۔ ہم آپ کا صدقہ چھوڑ کر دوسروں کی ڈانٹ کیوں سہیں؟

اس شعر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دنیا میں جس کو جو بھی نعمت مل رہی ہے وہ نبی کریم ﷺ کے فضل سے مل رہی ہے۔ یہ شعر درج ذیل قرآنی آیت کی طرف ہماری توجہ مبذول کروا رہا ہے:۔

﴿اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (52)

ترجمہ: اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔

معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔

؎ تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا (53)

مفہوم: یارسول اللہ! اگر آپ چاہیں تو میرا دل گناہوں کی میل سے پاک صاف ہوجائے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی بات نہیں ٹالتا۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی رضا چاہتا ہے اور آپ کو کسی معاملے میں رنجیدہ خاطر نہیں کرتا۔ اس کی بات کی تصدیق قرآن مجید کی کئی آیات مبارکہ کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک ملاحظہ ہو:۔

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾(54)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ کی رضا کی خاطر قبلہ تبدیل فرما دیا مگر آپ ﷺ کا دل میلا (رنجیدہ) نہ کیا۔

؎ کس کا منہ تکئے کہاں جائیے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا (55)

مفہوم: یارسول اللہ! آپ کے علاوہ کس کا منہ دیکھیں؟ کہاں جائیں؟ اپنے دل کی بات کس کو بتائیں؟ بس میری آرزو ہے کہ آپ کا پروردہ آپ کے قدموں میں ہی جان دیدے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت کو اپنا ملجا و ماویٰ قرار دیتے ہیں یہ وہ بارگاہ ہے جس کے علاوہ کوئی مفر مقر نہیں اللہ تعالیٰ نے خود اس بارگاہ میں جانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے:۔

﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾(56)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول انکی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں۔
اس آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔

؎ تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا (57)

مفہوم: یارسول اللہ! آپ نے ہمیں مسلمان بنایا اور اہل سنت و جماعت میں رکھا۔ آپ تو کریم ہیں اور کریم عطا کردہ انعام واپس نہیں لیتا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سید المعصومین ﷺ کی بدولت ہی اسلام ملا اور اہل سنت و جماعت میں شمولیت کا اعزاز ملا۔

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا﴾(58)

ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا (دشمنی تھی) تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ دلوں میں محبت پیدا کرنے والے اور دوزخ سے بچانے والے سید عالم ﷺ ہیں۔(59)

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا (60)

مفہوم: یا رسول اللہ! آپ پر قربان جس دن آپ نیک لوگوں کو حوض کوثر سے لبریز جام عطا فرمائیں گے اس دن مجھے ایک قطرہ ہی کافی ہوگا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حوض کوثر کے مالک ہیں بروز حشر آپ ﷺ اپنی امت کے نیک لوگوں کو حوض کوثر سے چھلکتے جام عطا فرمائیں گے اس روز اگر مجھے آپ ﷺ کے دست اقدس سے ایک قطرہ بھی مل جائے تو میرے لئے کافی ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حوض کوثر عطا فرمانے کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے:۔

﴿انا اعطینک الکوثر﴾(61)

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

''کوثر'' سے مراد حوض کوثر بھی ہے۔(62)

حوالہ جات

1 حیات اعلیحضرت، علامہ محمد ظفرالدین بہاری، طبع دوم،
(لاہور، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز،2003ء)،102/1
2 ایضاً،117/1
3 ایضاً،114/1
4 تذکرہ اعلیحضرت بزبان صدرشریعت،حافظ عطاء الرحمن،
(لاہور:مکتبہ اعلیحضرت،2003ء)،ص،46
5 محدث بریلوی،ڈاکٹر محمدمسعود احمد،باراول،
(لاہور:ادارہ معارف نعمانیہ، 1995ء)،ص،30
6 حیات اعلیحضرت، علامہ محمد ظفرالدین بہاری،324/1
7 ایضاً،112/1
8 محدث بریلوی،ڈاکٹر محمدمسعود احمد،ص:31
...... تذکرہ اعلیحضرت بزبان صدرشریعت،حافظ عطاء الرحمن،ص:62
9 ھفت روزہ افق کراچی،22تا 28جنوری1979ء
10 امام احمد رضاایک ھمہ جہت سائنسدان،ڈاکٹر عبدالقدیرخان ،
(لاہور:مرکزی مجلس رضا،2001ء)،ص:4-5
11 امام احمد رضا ایک ھمہ جہت شخصیت، کوثر نیازی،
(لاہور:ادارہ معارف نعمانیہ،1990ء)،ص:4-5
12 ھفت روزہ شہاب ،25نومبر1962ء بحوالہ امام احمد رضا مخالفین
کی نظرمیں،مولانامحمد کاشف قادری،

(لاهور:بزم عاشقان مصطفیٰ،2004ء)،ص:36

13 امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت،کوثر نیازی،ص:1

14 ایضاً،ص:2

15 ایضاً،ص:3

16 حدائق بخشش،امام احمد رضا خان،

(لاہور:مسلم کتابوی،2002ء)،ص:30

17 سورۃ الضحیٰ،الآیۃ:10

18 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:30

19 سورۃ الکوثر،الآیۃ:1

20 کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،القاضی عیاض،

الطبعۃ الأولیٰ،(بیروت:دارالفکر،2005)،145/1

21 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:30

22 سورۃ المطففین،الآیۃ:28

23 سورۃ الکوثر،الآیۃ:1

24 کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،القاضی عیاض،145/1

25 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:30

26 سورۃ الانشراح،الآیۃ:20

27 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

28 سورۃ بنی اسرائیل،الآیۃ:20

29 ایمان کا مرکزو محور ذات مصطفیٰ،

ڈاکٹر محمدطاہرالقادری،بارپنجم،(لاہور:منہاج القرآن

پبلی کیشنز،2003)ص:111

30 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

31 سورة ال عمران،الآية:26

32 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

33 سورة ال عمران،الآية:159

34 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

35 سورة النساء،الآية:64

36 تفسیر ابن کثیر،حافظ عماد الدین ابن کثیر،

تحت الآية ولوانهم اذ۔۔۔الخ

37 معارف القرآن،مفتی محمد شفیع،بار دوم،

(کراچی:ادارۃ المعارف،1974ء)،459/2

38 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

39 سورة الرعد،الآية:28

40 كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ،القاضي عياض،127/1

41 سورة الاحزاب،الآية:46-45

42 سورة نوح،الآية:16

43 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

44 سورة الضحیٰ،الآية:5

45 سورة ابراهيم،الآية:36

46 سورة المائدة،الآية:118

47 مشكوٰة المصابيح،الخطيب التبريزي،الطبعة الثالثة،(بيروت:المكتب

الإسلامی،1985م)، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق،باب الحوض والشفاعة،رقم الحدیث:5574، 1548/3

48 کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،القاضي عیاض، 136/1

49 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:31

50 ایضاً،ص:32

51 ایضاً،ص:32

52 سورة التوبة،الآیة:74

53 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:32

54 سورة البقرة،الآیة:144

55 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:32

56 سورة النساء،الآیة:64

57 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:32

58 سورة ال عمران،الآیة:103

59 تفسیر ابن کثیر،حافظ عماد الدین ابن کثیر، تحت الآیة واذکروا نعمت اللّٰه۔۔۔الخ

60 حدائق بخشش،امام احمد رضاخان،ص:33

61 سورة الکوثر،الآیة:1

62 کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،القاضي عیاض، 145/1

مؤلف کی دیگر تحریریں

- دراسة الجوانب البلاغية في قصيدة بانت سعاد
- دراسة الجوانب البلاغية في قصيدة الهمزية النبوية لأحمد شوقي بک
- مكانة شعرا مرئ القيس في الأدب العربي
- حياة الإمام القرطبي و منهج تفسيرہ
- ترجمہ كتاب المواعظ في الأحاديث القدسية للغزالي
- قصیدہ ہمزیہ نبویہ میں ذکر میلادِ مصطفیٰ
- قصیدہ ہمزیہ نبویہ میں ذکر معراجِ مصطفیٰ
- ندائے یارسول اللہ۔۔۔ علم بلاغت کی نظر میں
- Explaination of Surah Al-Inshrah
- تفسیر قرآن کے بنیادی اصول
- تفہیم ختم نبوت وفتنۂ قادیانیت
- حدیث قدسی، تعارف وانتخاب
- سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کنیت
- رمضان المبارک اصلاح نفس کا نادر موقع
- امام محمد بن محمد الغزالی کے احوال وآثار
- حکیم الامت کے حکیمانہ اقوال
- اقبال اور بارگاہ رسول کی حاضری
- انوار حکمت
- سلطان اورنگ زیب عالمگیر
- علامہ غلام قاسم نورانی۔۔۔ ایک عالم ربانی
- جشن بہاراں یا تقلید اغیاراں
- ظالمین کا عبرتناک انجام
- اندھیرے سے اجالے تک
- ادب واحترام مثالی سماج کی پہلی اکائی
- حضرت پیر سائیں حافظ عبدالغفور قادری

مطبوعہ: نعیم نضیر پرنٹنگ پریس
ملتان روڈ پھول نگر 049-4512222 0333-4531260
0333-4255302-0301+0333-4247002